تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر اُستوار   لاکہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تحریک خلافت پاکستان کا ترجمان

ہفت روزہ   لاہور

ندائے خلافت

بانی : اقتدار احمد مرحوم   یکم تا ۷ مارچ ۲۰۰۱ء (۴ تا ۱۰ ذی الحجہ ۱۴۲۱ھ)   مدیر : حافظ عاکف سعید

اس شمارے میں

☆ الہدیٰ اور فرمان نبویؐ 2
☆ امیر تنظیم اسلامی کا خطاب جمعہ 3
☆ تجزیہ 4
☆ حج جامع عبادات ہے 6
☆ دورۂ بنگلہ دیش (۳) 8
☆ نامے میرے نام 9
☆ کاروان خلافت منزل بہ منزل 10
☆ یہودیت اور اسرائیل (۳) 11
☆ متفرقات ✪

قارئین کو عید الاضحیٰ مبارک

فلسفہ قربانی اور عید الاضحیٰ

عید قربان کے حوالے سے ہمارے لئے لمحہ فکریہ یہ ہے کہ ہم سوچیں 'غور کریں اور اپنے اپنے گریبانوں میں جھانکیں 'کیا واقعتاً ہم اللہ کی راہ میں اپنے جذبات و احساسات کی قربانی دے سکتے ہیں! کیا واقعتاً اللہ کی راہ میں ہم اپنی محبوب ترین اشیاء قربان کرسکتے ہیں! کیا واقعتاً ہم اللہ کے دین کی خاطر اپنے وقت کا ایثار کر سکتے ہیں! کیا ہم اپنے ذاتی مفادات کو اللہ اور اس کے دین کے لئے قربان کر سکتے ہیں! اپنے علائق دنیوی 'اپنے رشتے اور اپنی محبتیں اللہ کے دین کی خاطر قربان کرنے پر آمادہ ہیں! اگر ہم یہ سب کرسکتے ہیں تو عید الاضحیٰ کے موقع پر یہ قربانی بھی نُورٌ علٰی نُورٍ —— اور اگر ہم اللہ کے دین کے لئے کوئی ایثار کرنے کے لئے تیار نہیں تو جانوروں کی یہ قربانی محض ایک خول اور ڈھانچہ ہے' جو روح سے یکسر خالی ہے ؎

رہ گئی رسم اذاں روحِ بلالی نہ رہی   فلسفہ رہ گیا تلقینِ غزالی نہ رہی

جانوروں کا ذبح کرنا رہ گیا ہے 'اس میں جو روحِ ابراہیمی ہوتی تھی وہ اب موجود نہیں ہے۔ اس نقطۂ نظر سے ہم میں سے ہر شخص کو اپنا دل ٹٹولنا چاہئے کہ میں کہاں کھڑا ہوں۔ میری زندگی سنت ابراہیمی کے مطابق ہے یا نہیں!! جس طرح ہم نے دین کے دوسرے بہت سے معاملات کو محض رسموں میں تبدیل کر کے رکھ دیا ہے اسی طرح قربانی کی اصل روح بھی ہمارے دلوں سے غائب ہو چکی ہے اور اب اس کی حیثیت بعض کے نزدیک ایک رسم کی ہے اور اکثر کے نزدیک اس سے بھی بڑھ کر بس ایک قومی تہوار کی —— یہی وجہ ہے کہ اگرچہ ہر سال پندرہ بیس لاکھ سے بھی زائد کلمہ گو حج کرتے ہیں اور ہر سال عید الاضحیٰ کے موقع پر بلا مبالغہ پورے کرۂ ارض پر کروڑوں کی تعداد میں قربانی دی جاتی ہے لیکن وہ روحِ تقویٰ کہیں نظر نہیں آتی جس کی رسائی اللہ تک ہے۔ بقول علامہ اقبال ؎

رگوں میں وہ لہو باقی نہیں ہے   وہ دل 'وہ آرزو باقی نہیں ہے
نماز و روزہ و قربانی و حج   یہ سب باقی ہیں' تُو باقی نہیں ہے

(امیر تنظیم اسلامی کی کتاب "عید الاضحیٰ اور فلسفہ قربانی" سے ایک اقتباس)

نائب مدیر :
فرقان دانش خان
معاونین :
☆ مرزا ایوب بیگ
☆ مرزا ندیم بیگ
☆ نعیم اختر عدنان
☆ سردار اعوان
نگران طباعت :
☆ شیخ رحیم الدین
پبلشر : محمد سعید اسعد
طابع : رشید احمد چوہدری
مطبع : مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقام اشاعت : 36۔ کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون : 3-5869501 فیکس : 5834000
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

شمارہ : 8   قیمت : 4 روپے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

الھدیٰ

از : ڈاکٹر اسرار احمد

سورۃ البقرۃ (۹)

﴿ الٓمّٓ ۝ ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَیْبَ ۛۚ فِیْهِ ۛۚ هُدًى لِّلْمُتَّقِیْنَ ۝ ﴾

"الف لام میم! یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں ' ہدایت ہے پرہیزگاروں کے لئے۔"

تمہیدی مباحث

حروفِ مقطعات : سورۂ بقرہ کا آغاز حروفِ مقطعات "الم" سے ہوتا ہے۔ حروفِ مقطعات قرآن مجید کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۲۹ کے آغاز میں آئے ہیں۔ اس بارے میں چند قطعی اور متفق علیہ باتیں نوٹ کر لیجئے۔

❶ یہ حروف چونکہ علیحدہ علیحدہ پڑھے جاتے ہیں اس لئے انہیں حروفِ مقطعات کہا جاتا ہے۔ اصل میں لفظ "مقطعات" "قطع" سے بنا ہے۔ جس کے معنی "کاٹنا" کے ہیں۔ اگر یہ لفظ باب تفعیل سے آئے تو (قَطَّعَ یُقَطِّعُ تَقْطِیْعًا) کا مفہوم ہوگا ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

❷ اس بات پر سب کا اتفاق ہے کہ ان کا یقینی اور حتمی مفہوم اللہ اور اس کے رسول کے سوا کسی کو معلوم نہیں۔ یہ گویا اللہ اور رسولؐ کے مابین ایک راز ہے۔

❸ ان کے معانی و مفہوم کے ضمن میں حضور ﷺ سے مرفوعاً ایسا کوئی قول بھی منقول نہیں جس سے ان کے مفہوم و معانی کو سمجھنے میں مدد ملتی ہو۔

اس سے ضمنی طور پر یہ بات بھی ذہن نشین کر لیجئے کہ عربوں کا یہ خاص مزاج تھا کہ ان کا دھیان عمل کی طرف زیادہ تھا۔ جن چیزوں کا تعلق عمل سے نہ ہو وہ اس کے بارے میں حضور ﷺ سے عموماً سوال نہیں کیا کرتے تھے۔ اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حروفِ مقطعات کے بارے میں آنحضور ﷺ سے کبھی نہیں پوچھا کہ یہ الفاظ کیا ہیں اور ان کا مفہوم کیا ہے؟

❹ یہ بات بھی ثابت شدہ ہے کہ کسی شخص نے حضور ﷺ سے ان الفاظ کو وحی میں شامل کئے جانے پر کبھی کوئی اعتراض بھی نہیں کیا۔ یہاں تک کہ کفار و مشرکین جو ہمیشہ کلام اللہ میں مین میخ نکالنے کے چکروں میں رہتے تھے' انہوں نے بھی کوئی اعتراض نہیں اٹھایا۔ اس کا مطلب یہ لیا جا سکتا ہے کہ شاید اس زمانے میں عربوں کے ہاں یہ کوئی معروف اسلوب تھا کہ خطباء اپنے خطبہ کے آغاز میں ایسے الفاظ شامل کرتے ہوں۔

یہ چار باتیں تو متفق علیہ ہیں۔ تاہم حروفِ مقطعات کے مفہوم و معانی کے ضمن میں بہت سے لوگوں نے اپنے اپنے علم اور ذوق و مزاج کے مطابق مختلف آراء قائم کی ہیں۔ بعض حضرات نے کہا ہے کہ یہ code words ہیں' جیسے کہ کسی کو پیغام لکھوانے سے پہلے کچھ کوڈ دیئے جاتے ہیں۔ بعض حضرات کی رائے ہے کہ یہ سورتوں کے نام ہیں۔ کیونکہ جن سورتوں کے شروع میں یہ الفاظ آئے ہیں ان میں سے بعض کے نام انہی الفاظ پر مشتمل ہیں۔ علاوہ ازیں بہت سے لوگوں کا خیال ہے کہ یہ ان متشابہات میں سے ہیں جن کے حقائق آئندہ چل کر مبرہن ہوں گے۔ حضرت ابن عباسؓ کی رائے میں یہ حروفِ مقطعات مختلف جملوں کے مخففات ہیں۔ واللہ اعلم

فرمانِ نبویؐ

از : چوہدری رحمت اللہ بٹر

حدود اللہ کی حفاظت

عن نعمان بن بشیر رَضِیَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ: ((مثل المدهن فی حدود الله والواقع فیها مثل قوم استهموا سفینة فصار بعضهم فی اسفلها وصار بعضهم فی اعلاها فکان الذی فی اسفلها یمر بالماء علی الذین فی اعلاها فاذوا فاخذ فاسا فجعل ینقر اسفل السفینة فاتوه فقالوا مالک قال تاذیتم بی ولا بدلی من الماء فان اخذوا علی یدیه انجوه ونجوا انفسهم وان ترکوه اهلکوه واهلکوا انفسهم)) (رواہ البخاری)

"نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اس شخص کی مثال جو حدود اللہ کو توڑنے والا ہے ان لوگوں کی سی ہے جنہوں نے ایک کشتی سواری کے لئے لی۔ کچھ لوگ اس کی پہلی منزل پر ٹھہرے اور کچھ اوپر کی منزل پر چلے گئے۔ جو نیچے والی منزل والے ہیں وہ پانی لانے کے لئے اوپر والی منزل والوں کے درمیان سے گزرتے ہیں تو انہیں تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ نچلی منزل والوں میں سے ایک شخص کلہاڑا پکڑتا ہے اور کشتی کے نچلے حصے میں سوراخ کرنے لگتا ہے۔ اوپر کی منزل کے لوگ آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے تو وہ کہتا ہے کہ تم ہمارے پانی لانے کی وجہ سے تکلیف محسوس کرتے ہو اور ہمارے لئے پانی کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ اگر تو وہ (کشتی والے) اس کا ہاتھ پکڑتے ہیں تو اسے بھی بچالیں گے اور اپنی جانیں بھی اور اگر اس کے حال پر چھوڑ دیتے ہیں تو اپنی جانیں بھی ہلاکت میں ڈالیں گے"۔

انسانوں کی معاشرتی زندگی کے بارے میں کتنی جامع مثال ہے جو رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمائی ہے۔ معاشرہ ایک اکائی کی حیثیت سے بنتا اور بگڑتا ہے۔ اگر کوئی شخص یہ طرزِ عمل اختیار کر لے کہ کوئی غلط حرکت کرے تو مجھے کیا' میں تو نہیں کر رہا۔ اگر وہ اس برائی کو روکنے کی کوشش نہ کرے اور دوسروں کا معاملہ سمجھ کر لاتعلق ہو جائے تو جان لے کہ کل کو وہ برائی لازماً اس کے ہاں بھی آجائے گی۔ اس کی اولاد نے بھی اسی معاشرہ میں جینا ہے اس لئے وہ اس برائی کے اثرات سے نہیں بچ پائے گی۔ آج بھی بعض لوگ بے حیائی سے بچنے کے لئے اگر تدبیر کرتے ہیں تو یہ کہ اپنے گھر سے ٹی وی نکال کر بر سر عام توڑ دیتے ہیں لیکن بے حیائی کے ختم کرنے کے لئے اجتماعی جدوجہد نہیں کرتے کہ ٹی وی اسٹیشن سے اسے ختم کیا جائے۔ تو ایسے لوگ برائی سے بچ کر نہیں رہ سکتے۔ ان کی اولاد بھی اس معاشرہ سے متاثر ہوتی ہے اور چوری چھپے وہ سب کام کرتی ہے جو وہ اپنے گھر میں نہیں کر سکتی۔ اللہ تعالیٰ نے اس لئے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ اس امت کے ذمے لگایا تھا تاکہ پورا معاشرہ بچا رہے لیکن ہم نے جب سے وہ فرض چھوڑا ہے آہستہ آہستہ برائی کی لپیٹ میں آ رہے ہیں' لیکن اس کے باوجود مدرسوں اور مسجدوں سے نکل کر بے حیائی کے خلاف تحریک برپا کرنے کی خاطر آگے نہیں بڑھ رہے۔ ○○

ہمارے دکھوں کا واحد علاج: اسلام

فردوسی فارم' سادھوکے میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد کے ۲۳/فروری ۲۰۰۱ء کے خطابِ جمعہ کی تلخیص

انسان کی زندگی میں غمی وخوشی' دکھ اور سکھ کا چولی دامن کا ساتھ ہے۔لیکن انسان نفسیاتی طور پر دکھ سے زیادہ متاثر ہوتا ہے۔خوشی کے لمحات پلک جھپکتے گزر جاتے ہیں لیکن تنگی آئے تو ایک ایک لمحہ گزارنا مشکل ہو جاتا ہے۔چنانچہ بعض مذاہب بالخصوص بدھ مت کا بنیادی اصول یہی ہے کہ دنیا میں ہر طرف دکھ ہی دکھ ہے۔بقول غالب ؎

قید حیات و بند غم اصل میں دونوں ایک ہیں
موت سے پہلے آدمی غم سے نجات پائے کیوں

دکھ دو قسم کے ہیں۔ایک ناگہانی یعنی آفت سماوی یا آفت ارضی (زلزلہ' طوفان وغیرہ)۔یہ آفات انفرادی یا اجتماعی دونوں سطح پر آتی ہیں۔اس کا علاج یہ تو نہیں ہو سکتا ہے کہ انہیں ختم کیا جا سکے۔انہیں لازماً برداشت کرنا پڑتا ہے۔اس کا علاج بس اسی قدر ہو سکتا ہے کہ ایسی قوت پیدا کی جائے جو ان مصیبتوں کو برداشت کرنے میں آسانی پیدا کر دے۔یعنی کوئی بھی مصیبت آئے' انسان کا ایمان یہ ہونا چاہئے کہ جو کچھ بھی آ رہا ہے وہ منجانب اللہ ہے۔اسی طرح ایک بندہ مومن اس بات پر بھی یقین رکھتا ہے کہ اللہ کی طرف سے جو کچھ بھی آئے گا وہ انجام کار کے اعتبار سے خیر ہی ہو گا۔وقتی طور پر صدمہ یا تکلیف تو ہوتی ہے لیکن اس کے پس پردہ کوئی نہ کوئی خیر چلا آ رہا ہوتا ہے۔اسلامی اصطلاح میں اس رویئے اور طرز فکر کو تسلیم و رضا کہتے ہیں۔

ان تکالیف و مصائب کی تین وجوہ و کیفیات ہو سکتی ہیں۔اگر یہ وجوہ اور جہات جو ہمارے ایمان کا لازمی تقاضا ہیں' انسان کے پیش نظر رہیں تو وہ دکھ اور تکلیف کو آسانی برداشت کر سکتا ہے۔

۱۔یہ اللہ کی طرف سے آزمائش کے طور پر آتی ہیں کہ انسان انہیں صبر سے برداشت کرتا ہے یا نہیں۔اگر انسان ان مصائب پر صبر کر لے تو یہ بہت بڑی کامیابی ہے۔اس صبر اور کامیابی کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اگلے درجے میں دینی' ایمانی و روحانی ترقی ہو جاتی ہے اور آزمائش کی نئی اور کٹھن تر صورتیں سامنے آتی ہیں۔گویا اہل ایمان کے ایمان کو نکھارنے اور درجوں کی بلندی کے لئے یہ آلام و مصائب آتے ہیں۔

۲۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ یہ آلام و مصائب انسان کے گناہوں کا کفارہ بھی بن جاتے ہیں۔دنیا میں ہی اگر ہمارے گناہ اس ذریعے سے دھل جائیں تو آخرت کے اعتبار سے یہ بہت بڑے نفع کا سودا ہے۔

۳۔ بندہ مومن کو یہ سمجھ لینا چاہئے کہ اس کی اصل ذمہ داری محنت و کوشش ہے' نتائج کا معاملہ پورے طور پر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔بعض اوقات ثمرات و نتائج کے نقصان کے ذریعے بھی اللہ آزماتا ہے لہٰذا صحیح طرز عمل یہ ہو گا کہ انسان اپنی محنت و کوشش یا مادی وسائل و ذرائع کے نتیجے کی طرف دھیان نہ رکھے بلکہ صرف محنت کرتا رہے اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دے اور ہر حال میں اللہ پر توکل اور بھروسہ کرے۔انسان کا یقین کامل یہ ہونا چاہئے کہ کائنات میں کوئی بھی فعل اللہ کے اذن کے بغیر نہیں ہو سکتا۔اللہ کا علم کامل ہے۔وہ میرے حالات سے واقف ہے اور وہ جو کرے گا میرے لئے بہتر ہو گا۔لہٰذا اللہ کی طرف سے جو نتیجہ بھی نکلے گا انسان اس پر پریشان نہیں ہو گا۔

دوسری قسم کے دکھ یا مصیبتیں وہ ہیں جو انسان کی خود کردہ ہیں۔یعنی انسان ان مصیبتوں کو خود اپنی بداعمالیوں کی وجہ سے دعوت دیتا ہے۔اگرچہ اللہ تعالیٰ انسان کی بہت سی خطاؤں کو معاف بھی کرتا رہتا ہے' لیکن یہ مصیبتیں وہ ہیں جو زیادہ تر انسان کے اپنے بنائے ہوئے ناانصافی پر مبنی اجتماعی نظام کی وجہ سے انسان پر آتی ہیں۔اگر اللہ کے نظام کو ترک کر کے انسان خود نظام بنائے گا تو ہر طبقہ صرف اپنے مفاد کو پیش نظر رکھے گا' کسی دوسرے شخص یا دوسرے طبقات کی بھلائی اس کے پیش نظر نہیں ہو گی۔اس کا واحد علاج یہی ہے کہ نظام تبدیل کیا جائے اور اللہ کا عطا کردہ نظام عدل و قسط قائم کیا جائے۔

غلط نظام کے باعث جنم لینے والے دکھوں میں سے ایک سماجی سطح پر پیدائشی طور پر فرق و تفاوت ہے کہ فلاں اعلیٰ ہے اور فلاں نیچ۔یہ اونچ نیچ انسان نے خود بنائی ہے۔اسلام میں پیدائشی طور پر ہر شخص برابر ہے۔کسی کو نسب' رنگ و علم کی بناء پر کسی دوسرے پر فضیلت نہیں ہے۔اللہ کے نظام میں فضیلت صرف متقی کو حاصل ہے۔سماجی سطح پر ایک اور ظلم یتیموں اور بیواؤں پر ظلم و زیادتی ہے۔یتیموں کا مال ناجائز طور پر کھایا جاتا ہے اور کوئی ان کی سرپرستی نہیں کرتا۔یہ عمل بھی نظام کی خرابی کی وجہ سے انسان کا خود کردہ ہے۔معاشرتی سطح پر عورتوں اور بیٹیوں کے حقوق کی پامالی بھی نظام کی خرابی کے باعث ہے۔اللہ اور اس کے رسولؐ نے عورتوں کے حقوق کا احترام کرنے کا حکم بہت زیادہ تاکید سے دیا ہے۔

ان خود کردہ دکھوں میں معاشی سطح پر سب سے بڑا ظلم اور زیادتی یہ ہے کہ محنت کوئی کرے اور اس سے فائدہ کوئی اٹھائے۔سرمایہ داری اور جاگیرداری کا خاتمہ ان مسائل کا حل ہے۔مزارعت جسے دور ملوکیت میں جائز قرار دیا گیا ہے ہمارے چوٹی کے فقہاء کے نزدیک شرعی طور پر قطعاً حرام ہے۔امام ابوحنیفہؒ اور امام مالکؒ کا فتویٰ یہی ہے کہ مزارعت قطعاً حرام ہے کہ محنت کوئی کرے اور فصل کوئی لے جائے۔لہٰذا جس کی زمین ہے وہ خود کاشت کرے یا پھر جو کاشت کرے فصل لینے کا حقدار بھی وہی ہے۔جب تک یہ جاگیرداری نظام ختم نہیں ہو گا اس وقت تک اس ملک کی سیاست میں کوئی بھلائی کی صورت نہیں آ سکتی اور نہ ہی ظلم کا خاتمہ ممکن ہے۔

یہ تمام مظالم ہمارے خود کردہ ہیں لہٰذا اس نظام کے خاتمے کا علاج ہم نے خود ہی کرنا ہے۔ہمیں اس نظام کو بدلنے کے لئے اجتماعی جدوجہد کرنا ہو گی۔معاشی ظلم کے خاتمے کے لئے زکوٰۃ کا نظام قائم کرنا ہو گا اور سود کا مکمل خاتمہ کرنا ہو گا۔سود پر مبنی سرمایہ داری اور جاگیرداری کے خاتمے کے بغیر معاشی سطح پر ان دکھوں کا مداوا نہیں ہو سکتا۔

اس موضوع کا ایک حصہ مکمل ہوا جس میں ان دکھوں کی نشاندہی کر دی گئی ہے جن سے انسان کو سابقہ پڑتا ہے۔ان دکھوں کا علاج اسلام نے کس طرح پیش کیا ہے اور نظام کی تبدیلی کا کون سا طریقہ ہمیں قرآن و سنت میں ملتا ہے ان شاء اللہ آئندہ نشست میں اس موضوع پر گفتگو ہو گی۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

پاکستان کی خارجہ پالیسی ۔ ماضی حال اور مستقبل

تجزیہ نگار کے نقطۂ نظر سے ادارہ کا کامل اتفاق ضروری نہیں

جنگ عظیم دوم کے خاتمے کے فوری بعد امریکہ اور سوویت یونین کے مابین سرد جنگ کا آغاز ہوگیا۔ غیر منقسم ہندوستان میں ICP یعنی انڈین کمیونسٹ پارٹی قائم ہوچکی تھی۔ اگرچہ اس میں کچھ مسلمان بھی تھے لیکن زیادہ تر ہندو شامل تھے۔ کانگریس بھی سوشلزم کی طرف اپنا رجحان کبھی کبھار ظاہر کردیتی تھی۔ پاکستان معرض وجود میں آیا تو اس نے ملحد سوویت یونین پر عیسائی یورپ اور امریکہ کو ترجیح دی لیکن پھر بھی سوویت یونین نے پہل کی اور لیاقت علی خان کو سوویت یونین کے دورہ کی دعوت دی۔ لیکن پاکستان نے اپنے قیام کے بعد خارجی سطح پر پہلی بڑی غلطی یہ کی کہ لیاقت علی خان نے سوویت یونین کے دورہ کی دعوت کی جھلکی دکھا کر امریکہ سے سرکاری دورہ کی دعوت حاصل کرلی اور یوں سوویت یونین جیسے طاقتور ہمسائے کی دعوت کو بری طرح مسترد کرکے امریکہ جاپہنچے۔

بعدازاں جوں جوں سپر پاورز کی باہمی سرد جنگ میں گرمی آتی گئی امریکہ پاکستان کو کمیونسٹ دنیا کے خلاف استعمال کرنے کے لئے اپنے جال میں پھنساتا چلا گیا۔ وہ PL-480 کے تحت گندم کی سپلائی اور اعلیٰ عہدے داروں خصوصاً فوجی افسروں کی امریکہ میں ٹریننگ کا دانہ پھینکتا رہا اور اسے اپنے مقاصد کے لئے استعمال کرتا رہا۔ پاکستان کو سیٹو اور سینٹو کا ممبر بنا کر اپنے ہی خطے میں اجنبی بنادیا۔ پشاور سے U2 کے ذریعے روس کی جاسوسی کی اور سوویت یونین کو پاکستان کا جانی دشمن بنادیا۔ چین سے اپنے تعلقات استوار کرنے کے لئے پاکستان کو استعمال کیا جس سے روسی مزید مشتعل ہوئے۔ لیکن ۶۵ء کی جنگ میں غیر جانبداری کا ڈھونگ رچا کر ہماری فوجی امداد بند کردی۔ فاضل پرزوں کی عدم دستیابی سے ہمارا اسلحہ بیکار ہونا شروع ہوگیا۔ ۷۱ء کی جنگ میں امریکہ بھی پاکستان کو دولخت کرنے کی سازش میں شامل تھا' جس کا انکشاف خود امریکہ کرچکا ہے۔ ۱۹۷۹ء میں سوویت یونین کی افغانستان میں مداخلت نے امریکہ کو پھر یاد دلا دیا کہ پاکستان اس کا دوست ہے۔ پاکستان کی حدود اور افرادی قوت کو استعمال کرکے وہ اپنے مدمقابل سوویت یونین کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے میں کامیاب ہوگیا۔ اب وہ دنیا کی سپریم پاور تھا لیکن یہ کامیابی حاصل کرکے وہ سب سے پہلے اسلام اور پاکستان کا دشمن بن کر سامنے آیا۔

پاکستان کی اقتصادی اور فوجی امداد بند کردی اور اس کے ایٹمی پروگرام کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے۔ پاکستان پر امریکہ سے تعلقات کے حوالہ سے مرزا غالب کا یہ مصرعہ صادق آتا ہے' ع

یہ جانتا تو لٹاتا نہ اپنے گھر کو میں

لیاقت علی خان سے لے کر میاں نواز شریف تک ہمارے تمام حکمرانوں کی یہ پالیسی رہی ہے کہ امریکہ کو خوش رکھو اور حکومت کرو۔

ابوالحسن

پاکستان کے مقابلے میں بھارت نے اگرچہ عالمی سطح پر ہونے والی اس سرد جنگ میں سوویت یونین کی طرف واضح جھکاؤ رکھا لیکن اپنے غیر جانبدار ہونے کا ڈھنڈورا بھی پیٹتا رہا۔ یہ وہ زمانہ تھا جب جنوبی ایشیا میں ''ہندی چینی بھائی بھائی'' کے نعرے گونج رہے تھے۔ ساٹھ کی دہائی کے آغاز ہی سے چین سوویت اختلافات ابھرنے لگے اور جلد ہی شدت اختیار کرگئے۔ بھارت نے اس موقع کو غنیمت جانا اور امریکہ اور سوویت یونین دونوں کو بلیک میل کرنے کے لئے چین سے بلاوجہ سرحدی جھڑپیں شروع کردیں۔ امریکہ جس نے ابھی تک چین کو تسلیم نہیں کیا تھا اور تائیوان کے نام کی مالا جپ رہا تھا' ان سرحدی جھڑپوں کے شروع ہوتے ہی بھارت میں امریکی اسلحہ کے ڈھیر لگانے شروع کردیئے۔ یہی بھارت کی خواہش تھی اس لئے کہ روسی اسلحہ معیاری ثابت نہیں ہورہا تھا۔

قصہ کوتاہ ہم نصف صدی سے امریکہ کی منت سماجت کررہے ہیں' اس کی فرمانبرداری میں متعدد بار ملکی مفاد کو بھی داؤ پر لگایا لیکن اس کا نتیجہ یہ نکلا ہے کہ آج وہی امریکہ ہمارے بدترین اور پیدائشی دشمن بھارت کے ساتھ کندھے سے کندھا ملا کر کھڑا ہے بلکہ ہماری دشمنی میں اس کی پیٹھ ٹھونک رہا ہے۔ پھر یہ کہ اس نے ہماری عسکری اور اقتصادی امداد بند کردی ہے اور ہر دوسرے دن ہمیں دہشت گرد سٹیٹ قرار دینے کی دھمکیاں دیتا رہتا ہے۔ بالفاظ دیگر ہمارے سابق حکمرانوں کی خارجہ پالیسی بری طرح فیل ہوچکی ہے۔ ایک ملک امریکہ جو سمندر پار ہم سے ہزاروں میل دور ہے' اس کو خوش کرنے کے لئے ہم نے اپنے ہمسائے سوویت یونین کو ناراض کیا' چین سے ہمارے تعلقات میں سرد مہری آئی' چند سال سے ایران کے ساتھ تعلقات خراب ہیں' یورپ میں فرانس امریکہ کا باغی ہے اس کے باوجود ہم فرانس سے طے شدہ معاہدے کے مطابق ایٹمی پراسیسنگ پلانٹ لینے میں ناکام ہوئے وغیرہ وغیرہ۔

سابقہ ادوار میں سے صرف ذوالفقار علی بھٹو کا دور ایسا تھا کہ ہم کہہ سکتے ہیں کہ کسی قدر آزاد خارجہ پالیسی اپنائی گئی۔ چین سے ہمارے تعلقات اس دور میں مثالی رہے۔ افغانستان جہاں سوویت یونین کے زیر اثر حکومت قائم تھی' اس کے ساتھ تعلقات کو معمول پر لانے کی کوشش کی گئی۔ شمالی کوریا سے تعلقات استوار ہوئے۔ لیکن جب بھٹو کو راستے سے ہٹادیا گیا تو اگلی کسی حکومت نے امریکہ کی خفگی کا رسک نہ لیا۔

موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی خاصی پراسرار ہے۔ اس حکومت نے خارجہ پالیسی کے حوالہ سے بعض ایسے اقدام کئے ہیں جو واضح طور پر امریکی پالیسی کے خلاف اور قابل تحسین ہیں مثلاً جنرل مشرف کا لیبیا اور شام کا دورہ' روس کے ساتھ اعلیٰ سطح پر رابطہ اور اس کی شکایات کو دور کرنے کی کھلی پیشکش۔ جنرل صاحب کا چین کا دورہ تو حیرت ناک حد تک کامیاب رہا۔ کراچی میں جدید اسلحہ کی نمائش ایک بہت جرأت مندانہ اقدام تھا۔ اس سے اسلامی ممالک اور دنیا کے دوسرے ترقی پذیر ممالک نے اسلحہ کی خرید کے معاملے میں ہماری طرف رخ کیا۔ او آئی سی کی قطر کانفرنس میں جنرل صاحب کی تقریر بھی امریکہ کو پسند نہیں آئی ہوگی اس لئے کہ اس میں مسلمان ممالک کو متحد ہونے کی اور ایک الگ موثر گروپ بنانے کی بات تھی۔ کشمیر پر بھی جنرل مشرف کا موقف واضح اور دوٹوک ہے۔ انہوں نے تاثر دیا ہے کہ کشمیریوں پر کوئی حل ٹھونسا نہیں جائے گا اور اگر کشمیریوں کی رائے کو تسلیم کرتے ہوئے پاکستان کو اپنے سابقہ موقف میں لچک پیدا کرنی پڑی تو ایسا کرنے میں کوئی جھجک محسوس نہیں کی جائے گی۔

خارجہ پالیسی کے حوالہ سے جنرل مشرف نے اہم ترین اور اپنے لئے خطرناک ترین قدم یہ اٹھایا ہے کہ

حکومت پاکستان کی طرف سے شنگھائی معاہدے میں شمولیت کی درخواست دے دی ہے۔ موجودہ حکومت کی خارجہ پالیسی کا ایک رخ یہ ہے کہ پاکستان امریکہ سے آہستہ آہستہ پرے سرک رہا ہے لیکن دوسرا رخ یہ ہے کہ وہ سماجی اور اقتصادی سطح پر ساری دنیا خصوصاً یورپ اور امریکہ کے لئے اپنے آپ کو قابل قبول بنانے کی سرتوڑ کوشش بھی کررہا ہے۔ کتوں کے ساتھ تصویریں بنوانے جیسے اور بھی کئی اقدام کئے جا رہے ہیں۔ توہین رسالت کے قانون میں ترمیم کی ناکام کوشش کی گئی ہے۔ خواتین کے معاملے میں مضحکہ خیز اقدام اٹھائے جا رہے ہیں۔ پہلے کندھے سے کندھا ملانے کی بات ہوتی تھی اب شاید خواتین کو کندھوں پر اٹھا کر دنیا کو دکھایا جائے گا کہ ہم بہت مہذب اور ترقی یافتہ ہو گئے ہیں۔ آئی ایم ایف اور ورلڈ بینک کی منت سماجت جاری ہے۔ کشکول سول حکام اٹھاتے ہیں جبکہ اس کی مانیٹرنگ فوج کررہی ہے۔ قسمیں کھا کھا کر کہا جا رہا ہے کہ ہم روشن خیال اور آزاد خیال لوگ ہیں۔ پی ٹی وی کے پروگراموں سے زی ٹی وی شرما رہا ہے۔ یہاں تک کہ خالصتاً ہندوانہ تہوار بسنت پر بے ہودہ اور شرمناک حرکات کر کے دنیا کو بتایا جا رہا ہے کہ ہمارا اسلامی تہذیب سے کوئی تعلق نہیں۔ یہ سب کچھ اسلئے کیا جا رہا ہے کہ حکومت سمجھتی ہے کہ افغانستا ن میں اسلامی حکومت قائم ہونے اور پاکستان میں اسلامی تحریکیں مضبوط ہونے کی وجہ سے امریکہ نے اسلام کو اپنا دشمن نمبر ایک قرار دے دیا ہے۔ لہٰذا خود کو اسلام سے دور کرنے کی کوشش کرو اور سیکولر بن کر دکھاؤ تاکہ امریکہ راضی ہو جائے۔ افغانستان کو تلقین کی جا رہی ہے کہ وہ وسیع البنیاد حکومت بنائے۔ اس دورخے پن کی وجہ یہ ہے کہ فوج کا نفسیاتی مسئلہ یہ ہوتا ہے کہ وہ جغرافیہ پر نگاہ رکھتی ہے' تاریخ پر نہیں۔ موجودہ حکومت چونکہ پاکستان کے دفاع اور سالمیت کے حوالہ سے کافی سنجیدہ محسوس ہوتی ہے لہٰذا اس نے ایسی خارجہ پالیسی اپنائی ہے جس سے اس کی سفارتی تنہائی دور ہو جائے۔ اس مقصد کے لئے اس نے ایسے اقدام کئے جن سے اگر امریکہ جیسی سپریم پاور ناراض بھی ہو جائے تو کوئی علاقائی قوتیں اس کو سہارا دینے کے لئے آگے بڑھیں اور پاکستان کے بارے میں یہ تاثر ختم ہو کہ وہ امریکی گھڑے کی مچھلی ہے۔ لیکن یہ علاقائی قوتیں بھی چونکہ غیر مسلم ہیں اور عملی مسلمانوں کو تنگ نظر اور بنیاد پرست قرار دیتی ہیں لہٰذا اپنی مذہبی اور سماجی روایات کا تیاپانچہ کر دو۔ یہ طرزِ عمل جہاں علاقائی قوتوں کے لئے پسندیدہ ہو گا وہاں امریکہ کو بھی بھائے گا اور وہ موجودہ حکومت اور پاکستان کے بارے میں اپنا رویہ نرم کرے گا۔

عالمی شہنشاہ امریکہ کو پاکستان کے بارے میں دو اعتراضات ہیں۔ ایک یہاں کی اسلامی تحریکیں اور اسلام کے بارے میں عوام کا جوش و جذبہ کیونکہ (چاہے وہ محض نعرہ بازی تک محدود ہے) امریکہ سمجھتا ہے کہ کبھی یہ جذبہ اسلام کے عملی نفاذ کی طرف پیش رفت کر سکتا ہے۔ اور دوسرا' پاکستان کی ایٹمی صلاحیت جو کبھی اسرائیل کی سلامتی کے لئے خطرہ بن سکتی ہے۔ فوجی حکومت جس کے بارے میں عرض کیا جا چکا ہے کہ اس کی نگاہ صرف جغرافیہ پر ہوتی ہے' پاکستان کی ایٹمی صلاحیت کو دفاع پاکستان کا واحد ذریعہ سمجھتی ہے اور اس پر کسی سمجھوتے کے لئے تیار نہیں جبکہ اسلام کے بارے میں ان کا تصور نماز' روزہ تک محدود ہے اور ناچ کود کو آج کی عالمی ثقافت کا حصہ سمجھتے ہوئے اپنا رہی ہے تاکہ اپنے آپ کو روشن خیال اور مغربی دنیا کے لئے قابل قبول ثابت کر سکے۔ ہم فوجیوں کی اس سوچ اور طرزِ عمل کو انتہائی احمقانہ اور ضرر رساں سمجھتے ہیں۔ انہیں کون سمجھائے کہ کسی نظریاتی ملک کی مضبوطی اور استحکام کا اصل راز اس کے بنیادی نظریہ میں پنہاں ہوتا ہے۔ سوویت یونین جس کے پاس ہزاروں ایٹم بم تھے' اپنے بنیادی نظریہ سے انحراف کے بعد زیادہ دیر تک قائم نہ رہ سکا۔ نظریاتی سرحدیں منہدم ہو جائیں تو جغرافیائی سرحدیں قائم رکھنا ناممکن ہو جاتا ہے۔ پاکستان کو مستقبل میں ایسی خارجہ پالیسی اپنانے کی ضرورت ہے جس سے اس کی نظریاتی اور جغرافیائی دونوں سرحدیں محفوظ ہو جائیں۔ لہٰذا ہماری رائے میں مستقبل میں ہماری خارجہ پالیسی کے بنیادی نکات یہ ہونا چاہئیں:

(۱) پاکستان' افغانستان اور ایران پر مشتمل ایک بلاک وجود میں آئے۔

(۲) اسلامی ممالک کو ایک متحدہ قوت بنانے کے لئے اپنے تئیں کوشش کی جانی چاہئے۔

(۳) علاقائی قوتوں خصوصاً چین اور روس سے عدم مداخلت کی بنیاد پر قریبی تعلقات قائم کرنے کی کوشش کی جائے۔

(۴) وسطی ایشیا کی مسلمان ریاستوں میں اپنی تجارت کو توسیع دی جائے۔ وہاں تجارتی مفادات کو مضبوط اور قریبی تعلقات کا ذریعہ بنایا جائے۔

(۵) دہشت گردی اور فنڈامنٹلزم میں فرق دنیا پر واضح کیا جائے اور دہشت گردی کے خلاف عملی طور پر اقدام کر کے پاکستان کا امیج درست کیا جائے۔

(۶) اپنے موقف پر مضبوطی سے قائم رہتے ہوئے مغرب اور امریکہ کو مشتعل نہ کیا جائے لیکن اگر پاکستان کی اقتصادی ناکہ بندی کی جائے یا اس کے اندرونی معاملات میں مداخلت کی جائے تو ایٹمی صلاحیت کو اپنی اقتصادی مشکلات دور کرنے کے لئے استعمال کیا جائے۔ یہ اسلحہ ہے اور اسلحہ کی تجارت میں کوئی حرج نہیں۔

(۷) کشمیر کے مسئلہ پر بھارت سے مذاکرات کا راستہ کبھی ترک نہ کیا جائے البتہ امریکہ کی مداخلت سے بچا جائے۔

(۸) غیر ملکی تجارت میں انتہائی دیانت داری اور کھرے پن کا مظاہرہ کیا جائے۔ جدید دور میں تجارت اچھے تعلقات قائم کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔

(۹) مضبوط معیشت کے بغیر آزاد خارجہ پالیسی ممکن نہیں لہٰذا لوٹ کھسوٹ کی روایات کا مکمل خاتمہ کیا جائے اور سودی معیشت سے نجات حاصل کی جائے۔

(۱۰) بیرون ملک سفارت خانوں میں تقرریاں کرتے وقت میرٹ کو مدنظر رکھا جائے اور سفیروں کی اسلام سے گہری وابستگی لازم قرار دی جائے۔

ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ان نکات کو بنیاد بنا کر پاکستان کی خارجہ پالیسی تشکیل دی جائے تو مستقبل میں پاکستان کا امیج ایک مہذب' خود مختار' اسلامی ریاست کی حیثیت سے ابھرے گا۔

قارئین توجہ فرمائیں!

- تنظیم اسلامی آل پنجاب و آزاد کشمیر سہ روزہ علاقائی اجتماع' بحمد اللہ حسب پروگرام ۲۳ تا ۲۵ فروری فردوسی فارم نزد سادھوکی میں منعقد ہوا۔ اس روح پرور اجتماع کی تفصیلی رپورٹ ان شاء اللہ آئندہ شمارے میں شائع کی جائے گی۔
- عید الاضحیٰ کے موقع پر دفاتر میں تعطیلات کے باعث آئندہ ہفتے ندائے خلافت شائع نہیں ہو گا۔ (ادارہ)

دعائے مغفرت

گزشتہ دنوں لعل فراز خان ملتزم رفیق لاہور شرقی کی والدہ محترمہ کا انتقال ہو گیا ہے۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرلھا وارحمھا

اعلان تصحیح

ندائے خلافت شمارہ ۷ بتاریخ ۲۲ تا ۲۸ فروری ۲۰۰۱ء میں صفحہ ۸ پر منعقدہ تربیت گاہوں کے شیڈول میں درج ذیل تصحیح فرما لیں۔ یکم تا 7 اپریل کو منعقد ہونے والی مبتدی تربیت گاہ "الھدیٰ" پبلک سکول جاربا جوڑ میں ہو گی۔ (ادارہ)

حج جامع عبادات ہے

تحریر : مولانا امین احسن اصلاحیؒ

نفس انسانی کی جملہ خرابیوں کی اصلاح کے لئے حج کی حیثیت ایک اکسیر جامع کی ہے۔ اس ایک ہی نسخہ کے اندر ان تمام نسخوں کے اصلی اجزاء جمع کر دیئے گئے ہیں جو اسلام نے الگ الگ امراض کے لئے الگ الگ تجویز کئے ہیں۔ یہ نسخہ ایک جامع نسخہ بھی ہے اور اگر اس کو صحیح طریقہ پر استعمال کیا جائے تو اس کا مفید ہونا بھی ایک حتمی اور قطعی شے ہے۔

اس عبادت کی جامعیت کا ایک پہلو تو یہ ہے کہ اسلام نے جتنی عبادتیں بھی مقرر فرمائی ہیں۔ سب کی روح اس کے اندر موجود ہے۔

نماز دین کی تمام عبادتوں میں اساس اور ستون کی حیثیت رکھتی ہے۔ اب آیئے دیکھئے کہ یہ عبادت حج میں کس طرح شامل ہے۔

سب سے زیادہ واضح پہلو تو یہ ہے کہ حج کا سفر آدمی کرتا ہی ہے اس گھر کے لئے جو ہماری تمام نمازوں اور ہماری تمام مسجدوں کا مرکز ہے۔ نماز کے لئے پہلا گھر جو اس زمین پر تعمیر ہوا ہے وہ بیت اللہ ہے اور ہماری تمام مسجدوں کو مسجد ہونے کا جو شرف حاصل ہوا ہے وہ اسی گھر کی بدولت حاصل ہوا ہے۔ اس وجہ سے جب کوئی شخص حج کے لئے گھر سے نکلتا ہے تو اس کے سفر کے معنی یہ ہوتے ہیں کہ جس مرکز کی طرف رخ کر کے وہ زندگی بھر نماز پڑھتا رہا ہے' وہ چاہتا ہے کہ اب عین اس مرکز میں پہنچ کر نماز پڑھے اور جس مسجد نے دنیا کی تمام مسجدوں کو مسجدیت کا اعزاز بخشا ہے عین اس مسجد میں جا کر سجدہ ریز ہو۔

علاوہ ازیں حج میں نماز کی وہ قسم بھی شامل ہے جس کے ادا کرنے کی سعادت آدمی کو حج کے سوا اور کسی دوسرے موقع پر حاصل ہی نہیں ہو سکتی۔ میری مراد طواف سے ہے۔ قرآن مجید کے اشارات اور احادیث کی تصریحات سے ثابت ہے کہ طواف بھی درحقیقت نماز ہے۔ یہ نماز صرف خانہ کعبہ کے اردگرد ہی ادا کی جا سکتی ہے' اس کے سوا دنیا میں اور کہیں بھی ادا نہیں کی جا سکتی۔ اس نماز میں بندہ جب حجر اسود کو' جس کو اللہ تعالیٰ کا ہاتھ کہا گیا ہے' بوسہ دے کر' یا اس کو ہاتھ لگا کر بار بار اپنے رب کے ساتھ اپنے عہد اطاعت کی تجدید کرتا ہے اور پھر خانہ کعبہ کے اردگرد دعائیں پڑھتا ہوا اس طرح چکر آتا ہے جس طرح شمع کے اردگرد پروانہ چکر کرتا ہے تو غافل سے غافل انسان کی روح بھی وجد میں آجاتی ہے پھر جب آدمی خیال کرتا ہے کہ اس کی یہ نماز مشابہ ہے اس نماز سے جو فرشتے عرش الٰہی کے اردگرد پڑھ رہے ہیں تو ایک صاحب دل کے دل کی جو حالت ہوتی ہے' یا ہو سکتی ہے وہ حالت کسی طرح بھی لفظوں میں بیان نہیں کی جا سکتی۔

نماز کے بعد اسلامی عبادات میں دوسرا درجہ زکوٰۃ یا دوسرے الفاظ میں انفاق کا ہے۔ غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ حج کے اندر انفاق کا بھی ایک نمایاں حصہ ہے۔ حج کے لئے زاد راہ کا انتظام' عام لوگوں کے لئے جن کی آمدنی کے ذرائع بالکل محدود ہیں۔ ایک بڑا مشکل مسئلہ ہوتا ہے' بالخصوص اس زمانہ میں تو یہ مسئلہ مشکل سے مشکل تر ہو گیا ہے' اس لئے کہ ایک طرف وسائل سفر اور ضروریات سفر میں سے ہر چیز گراں سے گراں تر ہو گئی ہے ثانیاً حجاز کی حکومت اور وہاں کے عام باشندے بھی حجاج کو اللہ کے مہمان سمجھنے کے بجائے ان کو اپنے لئے آمدنی کا ایک ذریعہ سمجھتے ہیں' اور تمام ممکن راستے ان کو زیر بار کرنے کے اختیار کرتے ہیں۔ علاوہ ازیں جو شخص حج کے لئے نکلتا ہے' بالعموم اپنی آمدنی کے موجود ذرائع سے کم از کم زمانہ سفر تک کے لئے اگر یک قلم نہیں تو بہت بڑی حد تک دست کش ہو کر نکلتا ہے۔ اس طرح وہ اپنی اگلی اور پچھلی کمائی کا بڑا حصہ اپنی اصلاح نفس کے اس جہاد پر صرف کر دیتا ہے۔

اسی طرح حج میں روزے کی روح بھی موجود ہے۔ روزے کی اصلی روح ہم بیان کر چکے ہیں کہ ترک و انقطاع اور تبتل الی اللہ ہے۔ یہ چیز حج کے اندر بدرجہ کمال موجود ہے۔ احرام میں جو پابندیاں ہیں وہ اگرچہ مدت کے اعتبار سے روزے کی پابندیوں کے مقابل ہلکی ہیں لیکن اپنے مزاج اور اپنی کیفیت کے لحاظ سے ان سے زیادہ سخت ہیں۔ روزے میں زہد اور درویشی کی جو جھلک ہے وہ حج میں بالخصوص حالت احرام میں اپنے اس آخری درجہ تک پہنچ جاتی ہے جس درجہ تک اسلام نے اس کو پسند کیا ہے۔ اس سے آگے رہبانیت کی حدود شروع ہو جاتی ہیں جو اسلام میں ناجائز ہے۔

نماز' انفاق اور روزہ' یہ اسلام میں مستقل عبادات کی حیثیت رکھتے ہیں' اور آپ نے دیکھ لیا کہ حج میں ان سب کی روح شامل ہے لیکن اسلام میں بعض ایسی عبادتیں بھی ہیں جن کا مطالبہ اسلام نے صرف خاص خاص حالات ہی کے اندر کیا ہے۔ مثلاً ہجرت اور جہاد۔ یہ عبادتیں اگرچہ ہنگامی ہیں لیکن جب ان کا وقت آجاتا ہے تو دین میں ان کی اہمیت اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ دوسری تمام عبادتوں پر ان کا پلہ بھاری ہو جاتا ہے۔ غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ حج کے اندر ان ہنگامی عبادات کی بعض شانیں بھی موجود ہیں۔

ہجرت کی اصل حقیقت فرار الی اللہ ہے یعنی بدی سے نیکی کی طرف' شر سے خیر کی طرف اور شیطان سے رحمان کی طرف بھاگنا۔ حج میں دیکھئے تو معلوم ہو گا کہ ہجرت کی یہ حقیقت بھی موجود ہے۔ جو شخص حج کے لئے نکلتا ہے' اپنے گھر کو' اپنے اعزا و اقرباء کو' اپنے بہت سے دنیوی مفادات و تعلقات کو چھوڑ کر نکلتا ہے۔ اپنے پروردگار کی خوشنودی اور اپنے خالق و مالک کی رضا کے سوا کوئی اور غرض و غایت اس کے سامنے نہیں ہوتی۔ اگرچہ گھر اور وطن سے یہ نکلنا عام حالات میں عارضی مدت ہی کے لئے ہوتا ہے لیکن جہاں تک گناہ اور معصیت کی زندگی کا تعلق ہے اس کو ہمیشہ کے لئے بدل دینے کا عزم صمیم تو حج کی اصل حقیقت ہے اور بعینہٖ یہی حقیقت ہجرت کی بھی ہے چنانچہ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ : ((المهاجر من هجر مانهى الله عنه)) "حقیقی مہاجر اللہ کے نزدیک وہ ہے جو ان چیزوں کو چھوڑ دے جن سے اللہ نے روکا ہے۔"

اسی طرح غور کیجئے تو معلوم ہو گا کہ جہاد کی بھی بہت سی خصوصیات حج کے اندر موجود ہیں۔ یوں تو حج کے پورے زمانے میں آدمی کی زندگی خدا کے سپاہی کی زندگی بن جاتی ہے جو اپنا پانی کا مشکیزہ اور تھوڑا سا زاد راہ اپنے ساتھ لئے ہوئے ایک محاذ سے دوسرے محاذ تک پہنچنے کے لئے ہر وقت چاق چوبند رہتا ہے لیکن خاص کر حج کے چند دنوں کے اندر تو اس کی زندگی کو اگر تشبیہ دی جا سکتی ہے تو فی الواقع ایک مجاہد کی زندگی ہی سے دی جا سکتی ہے۔ مکہ سے منیٰ' منیٰ سے عرفات' عرفات سے مزدلفہ اور مزدلفہ سے پھر منیٰ' دھوپ ہو' بارش ہو' ژالہ باری ہو' ہر حالت میں' بہر صورت' وقت معینہ پر پہنچنا ہے نہ بھوک کی پروا ہے نہ پیاس کی' نہ لُو کا احساس ہے نہ سردی کا' نہ تکیہ کی تلاش ہے' نہ بستر کی' خدا کی پسندیدہ وردی جسم پر ہے اور لبیک لبیک کی صدا زبان پر' نہ زندگی کی پروا ہے اور نہ موت کا اندیشہ' بلکہ سچ پوچھئے تو یہ بات بھی کوئی مبالغہ نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ عرفات اور مزدلفہ کے میدانوں میں مرنے کی جتنی آرزو دل میں ہوتی ہے اتنی جینے کی آرزو نہیں ہوتی۔ اس ترقی کے زمانہ میں بھی قدم قدم پر آدمی جان کے خطرے سے دوچار ہوتا ہے اور ہر سن و سال کے لوگوں کو مرتے دیکھتا ہے جو ان مقامات پر مرتے ہیں اور اپنے احرام کی دو چادروں کے ساتھ انہی پتھریلی زمینوں

میں دفن کئے جاتے ہیں۔ منیٰ میں جمرات پر جو کنکریاں ماری جاتی ہیں ان کو کوئی شخص چاہے شیطان پر کنکریاں مارنا سمجھے یا ابرہہ کی فوجوں پر جو آسمانی سنگ باری ہوئی تھی اس کی یادگار سمجھے' بہر حال یہ کنکریاں مارنا اللہ کے دشمنوں پر لعنت اور سنگباری کی ایک عظیم یادگار ہے اور اللہ و رسولؐ نے اس یادگار کو حج کے مناسک میں اسی لئے محفوظ کر دیا ہے تا کہ حج' مسلمانوں کی روح جہاد کو بھی زندہ اور تابندہ رکھے۔

حج کی یہی خصوصیت ہے جس کے سبب سے یہ عورتوں کے لئے حقیقی جہاد کی حیثیت رکھتا ہے۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ نے عورتوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ((**جهاد كن الحج**))(تمہارا جہاد حج ہے)

حج انسان پر ہر راہ سے اثر انداز ہوتا ہے

حج کی جامعیت کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ انسان پر اثر انداز ہونے کے جتنے راستے بھی ہیں یہ ان تمام راستوں سے اس پر اثر انداز ہوتا ہے۔ آدمی کو سمع' بصر اور فواد کی جو صلاحیتیں اور قابلیتیں بھی قدرت کی طرف سے عطا ہوئی ہیں ان سب کو بیدار کر دینے کے لئے اس کے اندر بہتر سے بہتر اسباب و محرکات جمع کر دیئے گئے ہیں۔ جو معنوی اور روحانی حقیقتیں آسانی کے ساتھ انسان کی عقل کی گرفت میں نہیں آتی ہیں ان کو حج میں شعائر کی صورت میں محسوس و مشہور کر دیا گیا ہے تا کہ وہ انسان کے حواس کی گرفت میں آ سکیں۔ حج کے مناسک سے یکے بعد دیگرے گزرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ سے لے کر حضرت محمد ﷺ تک کی پوری تاریخ اپنے تمام آثار و نشانات کے ساتھ آدمی کی آنکھوں کے سامنے پھر جاتی ہے۔ یہ گھر ہے جس کو حضرت ابراہیمؑ و حضرت اسمٰعیلؑ نے خود اپنے مبارک ہاتھوں سے بنایا۔ یہ مقام ہے جہاں حضرت ابراہیمؑ نے نمازیں پڑھیں' یہ پہاڑی ہے جس کے دامن میں باپ نے اپنے محبوب بیٹے کی قربانی کی۔ یہ میدان ہیں جہاں انہوں نے دعوت الی اللہ کے خطبے دیئے اور جس کی چلچلاتی ہوئی دھوپ میں اور جس کی تپتی ہوئی ریتوں پر انہوں نے دعائیں اور مناجاتیں کیں۔ یہ ساری چیزیں ایک ایک کر کے صرف حافظہ ہی میں نہیں تازہ ہو جاتی ہیں بلکہ نگاہوں کے سامنے بھی آ جاتی ہیں۔ جن چیزوں کے ذکر اب تک صرف بزرگوں کی زبانی ہی سنے تھے' یا صرف کتابوں کے صفحات ہی میں پڑھے تھے' ان کو آنکھوں سے بھی دیکھ لیتے ہیں۔ اس وقت فی الواقع آدمی کو اندازہ ہوتا ہے کہ جس نے کہا ہے کہ ''شنیدہ کے بود مانند دیدہ'' اس نے کتنی سچی بات کہی ہے۔

بسا اوقات ان مقامات و مناسک سے گزرتے ہوئے جب آدمی کو یہ خیال آ جاتا ہے کہ کیا عجب کہ جہاں وہ اس وقت کھڑا ہے عین اسی جگہ کبھی حضرت ابراہیمؑ بھی کھڑے ہوئے ہوں یا جس جگہ وہ سجدہ کر رہا ہے اس جگہ کو ان کے سجدوں کی تقدیس بھی حاصل ہوئی ہو تو اس وقت کچھ اندازہ ہوتا ہے کہ قیام کیا چیز ہے اور سجدہ کس چیز کو کہتے ہیں؟

پھر اس سے زیادہ مؤثر ہمارے لئے نبی ﷺ اور آپؐ کے صحابہؓ کے آثار و مقامات ہوتے ہیں۔ آدمی چپہ چپہ پر ان کے نشانات اور ان کے کارناموں کو ثبت دیکھتا ہے۔ جس شہر میں حضور ﷺ پیدا ہوئے' جس کی گلیوں اور جس کے کوچوں میں آپؐ دعوت حق لے کر پھرے جس کے حرم میں آپؐ نے نمازیں پڑھیں' جس کی پہاڑیوں میں آپؐ کے مؤذن کی اذانیں گونجیں' جہاں آپؐ نے اللہ کے دین کی خاطر طرح طرح کی تکلیفیں جھیلیں' جس محبوب شہر کو اللہ کے لئے آپؐ نے چھوڑا اور پھر جس شہر کو آپؐ نے اپنی دعوت کا مرکز بنایا' جن میدانوں اور پہاڑوں میں آپؐ نے

اپنی دعوت کا مرکز بنایا' جن میدانوں اور پہاڑوں میں آپؐ کے صحابہؓ نے اعلائے حق کے لئے جنگیں کیں' یہ ساری چیزیں ایک ایک کر کے جب انسان کی نگاہوں کے سامنے آتی ہیں تو اسلام کی پوری تاریخ اس طرح اس کے سامنے مشہور ہو جاتی ہے گویا اس کے اور اسلام کے دور اول کے درمیان زمان و مکان کا کوئی پردہ اب سرے سے حائل ہی نہیں رہا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس عبادت کا انسان پر جو اثر پڑتا ہے وہ کسی بھی دوسری عبادت کا نہیں پڑتا اور پھر بالکل اسی کے برابر کی دوسری حقیقت یہ ہے کہ جو شخص حج سے محروم لوٹتا ہے پھر اس کی اصلاح کسی بھی دوسری چیز سے نہیں ہوتی۔ اسلام میں اس کی حیثیت روحانی امراض کے آخری علاج کی ہے۔ جس کو اس سے فائدہ نہیں ہے اس کے لئے کوئی دوا بھی نافع نہیں ہوگی۔

THE SUN IS RISING FROM THE WEST!

COME & LISTEN

TO THE LEADER OF A NEW UPCOMING GROUP OF
MUSLIM INTELLECTUAL FUNDAMENTALISTS
AMONG THE STUDENTS OF DR. ISRAR AHMAD IN AMERICA

BR. BASIT BILAL KOSHUL
OF THE UNIVERSITY OF VIRGINIA
WILL DELIVER THREE LECTURES UNDER THE MAIN TITLE:
"THE POET OF TOMORROW WHOSE TIME HAS COME: IQBAL, ISLAM AND THE 21ST CENTURY"
WITH SPECIAL REFERENCE TO IQBAL'S POEM:
"LENIN IN THE PRESENCE OF GOD!"

ON 11TH, 12TH AND 13TH OF MARCH 2001 AT 6.30 P.M.,
AT THE **QUR'AN AUDITORIUM,**
191-A, ATATURK BLOCK, NEW GARDEN TOWN, LAHORE.
INSHA-ALLAH
CHIEF JUSTICE ® **DR. JAVED IQBAL** WILL PRESIDE

THE 3 SUB-TITLES WILL BE:

1. **" THE AYAAT OF ALLAH: THE CONCRETE MATERIAL AS A GATEWAY TO THE INEFFIBLE SPIRITUAL".**
2. **"FROM THE MODERN CRISES OF RELIGION TO THE POST-MODERN CRISES OF SECULARISM".**
3. **FROM "LAILAT-UL-QADAR" TO "YAUM-UL-FURQAN": A CONTEMPORARY READING.**

UNDER THE AUSPICES OF:
MARKAZI ANJUMAN KHUDDAM-UL-QUR'AN LAHORE
36-K, MODEL TOWN, LAHORE (TEL. No. 5869501-3)

تنظیم اسلامی کے وفد کا دورہ بنگلہ دیش (3)

فجر کی نماز کے بعد کاکس بازار ساحل پر گئے۔ یہ ایک ہموار' صاف شفاف' خوبصورت ساحل ہے۔ آلودگی بالکل نہیں ہے۔ وہاں سے چل کر ہوٹل نری بلی میں گائے کے پائے اور چپاتی سے ناشتہ کیا۔ ناشتہ کے بعد بدھوں کے ایک پگوڈے کو دیکھنے گئے۔ اندر کے منظر کی تصویر لینے کی اجازت نہیں تھی۔ پوجا کے بڑے کمرے میں مٹی' پتھر اور کانسی کے بڑے بڑے مجسمے رکھے تھے جن کے آگے کنول کے پھول' پانی کے گلاس اور جلتی ہوئی موم بتیاں رکھی ہوئی تھیں۔ چند مرد اور عورتیں پوجا میں مشغول تھیں۔ مولانا ثمیر الدین نے ہندوؤں اور بدھوں میں پوجا کے اعتبار سے فرق کے متعلق پوچھا تو نوجوان پجاری نے کہا کہ ہم صرف ایک کو پوجتے ہیں' ہندو سینکڑوں کی پوجا کرتے ہیں۔ ایک مسلمان عورت نے سوال کیا کہ یہ مجسمہ کس کا ہے؟ تو اس نے کہا کہ بدھ کا ہے' جو مر گیا ہے' ہم اسے بھگوان مانتے ہیں۔ تو اس عورت نے پوچھا کہ کیا بھگوان مر سکتا ہے؟ تو اس کا کوئی جواب اس نے نہیں دیا۔ باہر صحن میں ایک عورت چڑھتے ہوئے سورج کے سامنے ہاتھ جوڑے کھڑی تھی۔ پوجا گھر کے ساتھ مجلس ہے۔ یہاں شاید زیر تربیت بھکشوؤں کو تعلیم دینے کا کام ہوتا ہے۔ راقم اس طرح کی ترتیب' بدھوں کے قبل مسیح کے کھنڈرات جو ٹیکسلا کی ایک پہاڑی پر واقع ہیں' دیکھ چکا ہے۔ پھر واپس آرمی ہاؤس آئے۔ یہاں سے گیارہ بجے مولانا سلامت اللہ صاحب کے ساتھ ان کے مدرسہ پہنچے۔ راستے میں ناریل اور سپاری کے درخت منظر کی خوبصورتی میں اضافہ کر رہے تھے۔ مولانا سلیمان جو مولانا صدیق احمد کے ساتھیوں اور شاگردوں میں سے ہیں' ان کا تعلق نظام اسلام پارٹی سے ہے۔ انہوں نے ہمارا استقبال کیا۔ وہ بتا رہے تھے کہ مولوی فرید احمد کو مظلومانہ شہید کیا گیا اور اسلام دشمن یہ نعرے لگا رہے تھے کہ محمد اور الحاج کے نام ختم کرنا پڑیں گے' یہ انقلابی نام ہے۔

۴۵ : ۱۱ پر مدرسہ المشرفیہ تحفیظ القرآن و دار الایتام کے اساتذہ اور طلبہ نے استقبالیہ منعقد کیا۔ قاری نور محمد صاحب نے قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اس کے بعد مہمانوں کو پھولوں کے گلدستے پیش کئے گئے۔ اس کے بعد حافظ نور الحکیم نے نعت رسول پڑھی۔

اس کے بعد مدرسہ کے مدرس مولانا صابر صاحب نے خطاب فرمایا۔ انہوں نے مہمانوں کی آمد کا شکریہ ادا کیا اور کہا کہ یہ مہمان صرف دعوت و تبلیغ جس سے اعلائے کلمۃ اللہ مقصود ہے' کی غرض سے ہمارے پاس دُور سے تشریف لائے ہیں۔ مدرسہ کا تعارف کراتے ہوئے انہوں نے کہا کہ یہ مدرسہ پندرہ سال قبل وجود میں آیا تھا۔ اس وقت اس میں ۱۴ اساتذہ اور ۵۰۰ کے قریب طلبہ ہیں۔ مدرسۃ البنات کی آٹھ کمروں پر مشتمل عمارت زیر تعمیر ہے۔ اس کے بعد مہمانوں کی خدمت میں باری باری تحریری سپاسنامہ پیش کیا گیا۔ درمیان میں مختلف طلبہ تلاوت قرآن پاک کرتے رہے۔ اس کے بعد ہمارے ساتھ ڈھاکہ سے آئے ہوئے مہمانوں کو باری باری خطاب کی دعوت دی گئی جن کے خطاب کا خلاصہ یہ تھا کہ معزز مہمان اس غرض سے تشریف لائے ہیں کہ وہ ہمیں بتائیں کہ قرآن کی تعلیم حاصل کرنے کے مقاصد کیا ہیں اور اس کے ذریعے اسلامی نظام کا نفاذ کس طریقے سے کیا جا سکتا ہے۔ لقمان صاحب اور رفیق الاسلام ارمانی کے خطاب کے بعد مدرسہ کے مہتمم مولانا سلیمان صاحب نے سورۃ العصر کی روشنی میں واضح فرمایا کہ تاجر اور سرمایہ دار کا سرمایہ خسارے میں جا سکتا ہے لیکن ایمان' عمل صالح' تواصی بالحق اور تواصی بالصبر کے تقاضے پورے کرنے والے خسارے میں نہیں جا سکتے۔ مولانا ثمیر الدین صاحب کے بنگلہ میں خطاب کے بعد ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کو دعوت خطاب دی گئی۔ انہوں نے اپنے تعارف کے بعد گفتگو کے پہلے حصے میں طلبہ کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ فرمان رسولؐ کے مطابق جس کو اس حالت میں موت آئے کہ وہ دین کو زندہ کرنے کے لئے علم حاصل کر رہا ہو تو آخرت میں اس کے اور انبیاء کے درمیان ایک درجہ کا فرق ہو گا۔ اگر یہ بات ہی انسان کے ذہن میں ٹھک جائے تو اس مقصد کے لئے اپنا سب کچھ لگانے کے لئے تیار ہو جائے گا۔ اس کے لئے خلوص نیت درکار ہے۔ مقصد دنیا کمانا نہیں ہونا چاہئے۔ دوسرے حصے کی گفتگو میں انہوں نے کہا کہ انفرادی سطح پر اتباع دین کے لحاظ سے تو بعض لوگ اشک سحر گاہی سے وضو کرتے ہیں لیکن اجتماعی سطح پر اللہ کے فتوے کے مطابق ہم مسلمان نہیں ہیں : ﴿ وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ .... ظٰلِمُوْنَ .... فٰسِقُوْنَ ﴾ ۔ ہم اجتماعی سطح پر صرف اس وقت مسلمان ہوں گے جب ہماری زندگی کے تمام گوشے اسلام کے تابع ہو جائیں۔ اس کے لئے پاکستان کے علاوہ دوسرے ملکوں اور بنگلہ دیش میں بھی لوگ محنت کر رہے ہیں' لیکن اصل مسئلہ طریق کار کا ہے۔ اس کے لئے رسول اللہ کی حیات طیبہ کو دیکھنا ہو گا اور بدلے ہوئے حالات میں اجتہاد سے کام لینا ہو گا۔ چنانچہ ہم سیرت کو دیکھیں تو پتہ چلتا ہے کہ انہوں نے قرآن کے ذریعے باطل نظریات کو رد کیا اور انقلابی نظریہ پیش کیا۔ جن لوگوں نے اسے قبول کیا' انہیں منظم کیا' ان کی تربیت کی' پہلے اپنی زندگی مین عمل کرنے والے بن گئے۔ اگر ہم خود عمل نہیں کریں گے اور دعوت نفاذ اسلام کی دیں گے تو یہ جھوٹ ہو گا۔ اس کے لئے آزمائشوں سے گزرتے ہوئے جہاں اختیار ہو گا وہاں اسلام کو اپنائیں گے اور پھر منظم جماعت کی شکل اختیار کرتے ہوئے جب تعداد کافی ہو جائے تو حکومت وقت کے سامنے منکرات کے خاتمہ کے لئے مطالبہ رکھیں گے۔ اگر وہ مان جائیں تو ٹھیک ہے' نہیں تو اپنے مطالبات کے حق میں پرامن مظاہروں کی شکل میں مطالبات جاری رکھیں گے .... اس طرح انہوں نے طریق کار کی پوری وضاحت کی۔ اس کے بعد مولانا ثمیر الدین صاحب نے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے خطاب کا ترجمہ بنگلہ زبان میں کیا۔ آخر میں مولانا سلامت اللہ صاحب نے مہمانوں کا شکریہ ادا کرتے ہوئے ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کے خطاب کو بہت سراہا اور کہا کہ دینی جدوجہد کے بہت سے گوشے ہمارے سامنے پہلی دفعہ واضح ہوئے ہیں۔ انہوں نے یقین دلایا کہ مولانا ثمیر الدین صاحب سے مل کر تنظیم الاسلامی کی دعوت کو عام کریں گے۔ اور کہا کہ یہ جدوجہد ہمارے لئے فرض ہے۔ دین کی دعوت کی وجہ سے ہمارے کئی ساتھی جیل میں ہیں۔ ہمیں جیلوں سے ڈر نہیں ہے' ہم بھی اپنے آپ کو اس مشن میں لگا دیں گے۔ ظہر کے بعد مولانا سلامت اللہ صاحب کے ہاں کھانا کھایا۔ اس کھانے کی خصوصیت جھینگوں کی مختصر ڈش تھی جو چاول کے ساتھ بہت مزہ دے رہی تھی۔ کھانے سے فارغ ہو کر تقریباً ۴۵ : ۲ پر ڈھاکہ کے لئے روانہ ہوئے۔ (جاری ہے)

ضرورت رشتہ

ذاتی کاروبار' تعلیم یافتہ اور دیندار لڑکا جس کی عمر ۳۵ سال ہے' کے لئے برٹش نیشنلٹی ہولڈر' دیندار لڑکی (کنواری / بیوہ) کا رشتہ درکار ہے جو پاکستان میں بھی رہ سکے۔ ذات پات اور جہیز کی کوئی قید نہیں۔

رابطہ : نائب مدیر ندائے خلافت

فون : 03-5869501 - 03204602180

انٹرنیشنل خلافت کانفرنس کے بارے میں بذریعہ ای میل موصول ہونے والے

تہنیتی پیغامات

مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے شعبہ سمع و بصر نے غیر معمولی کارکردگی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خلافت کانفرنس کی کارروائی کو نہایت قلیل وقت میں انٹرنیٹ پر Upload کرنے کا اہتمام کیا جس سے اس کے دائرہ افادیت میں غیر معمولی طور پر وسعت پیدا ہوئی۔ اس کے نتیجے میں ہمیں جو حوصلہ افزا پیغامات موصول ہوئے ان میں سے بعض کو ذیل میں ہدیہ قارئین کیا جارہا ہے۔ (ادارہ)

۱۶ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم!

جزاک اللہ اس قدر مستعدی کے ساتھ انٹرنیٹ پر تقاریر کی آڈیو وڈیو کی فراہمی لائق تحسین ہے۔ میرے علاوہ کئی بھائیوں نے یہ تمام تقاریر سنیں اور بعض وڈیوز بھی دیکھیں جو بڑی عمدہ تھیں۔ اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔ اگر روزمرہ کی خبروں پر مشتمل BBC کی یہ آڈیوز سے ان کا تقابل کیا جائے تو میرے نزدیک یہ ان سے کسی درجہ بھی کم محسوس نہیں ہوتیں۔ اگر کمی ہے تو صرف تشہیر کی تاکہ دنیا بھر کے زیادہ سے زیادہ مسلمانوں تک آپ کا پیغام پہنچ سکے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو مزید توانائی اور ترقی دے۔

والسلام

زیڈ خان

khan@800image.com

☆☆☆

۷ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم!

میں ان تمام بھائیوں کا شکریہ ادا کرنا چاہتا ہوں جو حالیہ خلافت کانفرنس کی اشاعت' خصوصاً وڈیو کے شعبہ میں شامل تھے' اللہ تعالیٰ آپ کی کوششوں کو سرفراز فرمائے۔

شاہ

babersh@earthlink.net

☆☆☆

۷ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم

میں ان تمام بھائیوں اور بہنوں کی خدمت میں مبارکباد پیش کرتا ہوں جن کی محنت سے دنیا بھر کے مسلمانوں کو بین الاقوامی خلافت کانفرنس میں ہونے والی تقاریر دیکھنے اور سننے کا موقع ملا۔ آپ نے جدید ٹیکنالوجی کے استعمال میں بہت عمدہ کارکردگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا یہ جذبہ اور توانائی قائم رکھے۔ چند ایک آڈیوز کی ریکارڈنگ میں کمی کا احساس ہوا لیکن مجھے امید ہے کہ آئندہ ان شاء اللہ اس کا اعادہ نہیں ہوگا۔ اگر ممکن ہو تو ڈاکٹر صاحب کی ۳۱ جنوری کی کراچی کی تقریر بھی سنوا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو تندرستی دیئے رکھے۔

اشفاق احمد (کینیڈا)

sj_ashfaque@yahoo.com

☆☆☆

۱۰ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم!

اللہ تعالیٰ ڈاکٹر صاحب کو جزائے خیر دے جن کی کوششوں سے میں دین سے روشناسی حاصل ہوئی ہے۔ جب میں نے پہلے صفحے پر کانفرنس آن لائن کا اعلان دیکھا تو ایک دم خوشی سے اچھل پڑا۔ اس رات میں نے مسلسل چار گھنٹے ڈاکٹر صاحب اور کانفرنس کے شرکاء کو سننے میں صرف کئے۔ تنظیم کی اس کامیابی پر میں نے دوستوں سے بھی فون پر تبادلہ خیالات کیا اور اگلے دن باقی تقاریر سنیں ایسا محسوس ہوا کہ میں خود ایوان اقبال میں موجود ہوں' جو لوگ بھی اس نیک کام میں مصروف ہیں اللہ تعالیٰ ان سب کو اچھا بدلہ دے۔ میں گذشتہ دو سال سے باقاعدگی سے آپ کی سائٹ سے مستفید ہو رہا ہوں۔ تقریباً آدھے آڈیو کیسٹ سن چکا ہوں اور ڈاکٹر صاحب کا خطاب جمعہ تو شاید ہی کبھی چھوڑا ہو۔ سوائے ایک تقریر کے تمام آڈیوز کی کوالٹی بہت عمدہ تھی۔

ایس اکمل فاروقی (میڈیسن وسکنسن)

farooqui@merr.com

☆☆☆

۱۰ فروری

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

ورفقائے تنظیم السلام علیکم

خلافت کانفرنس کا کامیاب انعقاد مبارک ہو۔ الحمد للہ مجھے پورا پروگرام وڈیو ویب سائٹ سے دیکھنے کا موقع ملا۔ جسے بڑی مستعدی اور عمدگی سے پیش کیا گیا۔ جزاک اللہ خیراً

عاصم صدیقی

feesabilillah@hotmail.com

☆☆☆

۱۵ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم!

ماشاء اللہ آپ کی ویب سائٹ دیکھ کر ہم مسلمان فخر اور اعتماد محسوس کرتے ہیں۔ تنظیم اسلامی کی احیاء خلافت کی کوششیں ان شاء اللہ بارآور ہوں گی۔ آپ کی ویب براڈکاسٹ سے میرے علم میں اور اسلامی سکالروں کے احترام میں اضافہ ہوا ہے اور میرے اندر خواہش پیدا ہوئی ہے کہ ایسے لوگوں کے ساتھ مل کر کام کیا جائے جو بجا طور پر نظام خلافت کے قیام کے لئے کوشاں ہیں۔ اللہ آپ کی کوششوں کو فیض یاب کرے۔

والسلام

حماد محمود یو ایس اے

hammad_mahmood@hotmail.com

☆☆☆

۱۸ فروری

پیارے رفقاء السلام علیکم!

بین الاقوامی خلافت کانفرنس کے کامیاب انعقاد پر تنظیم اسلامی کو دلی مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اگرچہ میں وہاں موجود نہیں تھا لیکن میں ایک متحدہ اسلامی خلافت کے قیام کی تائید کرتا ہوں میں آپ کو اور آپ کی ٹیم کو ان خوبصورت تقاریر کو انٹرنیٹ پر پیش کرنے پر بھی مبارکباد پیش کرتا ہوں میں نے بین الاقوامی شہرت کے دانشور حضرات کی تقاریر بڑی دلچسپی سے سنیں۔ تنظیم اسلامی کے سب رفقاء کو میرا سلام کہیں۔

محمد نصیر

nassir@cyberway.com.sg

محترم و مکرم مدیر ندائے خلافت لاہور

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

ندائے خلافت میں انٹرنیشنل خلافت کانفرنس منعقدہ ۲۸ جنوری کی مکمل اور بہترین کوریج دینے پر ہماری طرف سے دلی مبارک باد قبول کیجئے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تحریک خلافت اور ندائے خلافت دونوں کو بلند ترین کامیابیوں کے ساتھ ہمکنار کرے۔ ہم اس سلسلہ میں چند تجاویز پیش کر رہے ہیں:

① پرچہ کو ہفت روزہ کی بجائے پندرہ روزہ بنایا جائے۔ اس وجہ سے کام کا دباؤ بھی کم ہو جائے گا اور پرچہ بھی قارئین کے لئے زیادہ پرکشش بنے گا۔

② سرورق کو اسی طرح جاذب نظر بنانے کی کوشش کی جائے۔

③ مضامین اور تبصرے یقیناً قابل تعریف اور معیاری ہیں۔

④ قیمت کم کر کے زیادہ سے زیادہ ۵ روپیہ فی پرچہ کی جائے۔ کیونکہ پرچہ کی خریداری کی عظیم اکثریت رفقائے تنظیم ہی ہیں جنہیں ایک سے زیادہ پرچے خرید کر لوگوں کو مفت مہیا کرنے پڑتے ہیں' بہت کم رفقاء اس مالی بوجھ کو برداشت کر سکتے ہیں۔

والسلام

محمد فہیم' احسان الودود' شاہ وارث'

عزیز الحق' محمد شریف' محمد مختار

رفقائے تنظیم اسلامی تیمر گرہ ضلع دیر

☆☆☆

محترمی و مکرمی جناب ایڈیٹر "ندائے خلافت"

حافظ عاکف سعید صاحب۔ السلام علیکم

"ندائے خلافت" کی دوسری خصوصی اشاعت پر مبنی تازہ شمارہ ملا۔ نئے گیٹ اپ نے اس کو چار چاند لگا دیئے اور اس نئی شان و شوکت نے دورِ اقتدار (اقتدار احمد مرحوم) کی یاد تازہ کر دی۔ جریدے کی اسی شان کو جاری رکھئے خواہ اس کے لئے قیمت میں تھوڑا سا اضافہ بھی کرنا پڑے۔ دعاؤں کا طالب' آپ کا ہم نام

عاکف غنی

فرانس

کاروان خلافت منزل بہ منزل

اسرہ بی بیوز شرقی کا دعوتی پروگرام

اسرہ بی بیوز شرقی وغربی کا ۷ رفقاء کا ایک دعوتی قافلہ مورخہ ۲۳ فروری ۲۰۰۱ء بروز منگل دار وڑہ روانہ ہوا۔ بعد نماز عصر حسین احمد نے لنڈئے شاہ مسجد میں عالم زیب نے مدرسہ تعلیم القرآن میں دعوتی خطاب کیا جبکہ راقم ایک اور مسجد میں دعوت کی غرض سے گیا لیکن وہاں پر پہلے سے تبلیغی حضرات موجود تھے جس کی وجہ سے خطاب کا موقع نہیں مل سکا۔ بعد نماز مغرب راقم نے فاروقی مسجد میں جبکہ حسین احمد اور عالم زیب نے انہی مساجد میں دعوتی خطاب کئے۔ پروگرام کے آخر میں تمام مساجد میں پمفلٹس تقسیم کئے گئے۔ اس پروگرام میں مجموعی طور پر ۱۰۰ افراد تک تنظیم کی دعوت پہنچادی گئی۔ اللہ تعالیٰ ہماری اس حقیر سی کوشش کو درجہ قبولیت عطا فرمادیں۔ آمین (رپورٹ: ممتاز بخت)

اسرہ گنوڑی کا ایک روزہ دعوتی پروگرام

اسرہ گنوڑی کے زیر اہتمام جامع مسجد سوریا پالا میں ایک روزہ دعوتی پروگرام مورخہ ۲۷ جنوری ۲۰۰۱ء کو بعد نماز عصر منعقد ہوا۔ نماز عصر کے بعد مولانا غلام اللہ خان حقانی نے دین کے قیام کی راہ میں حائل بین الاقوامی رکاوٹوں کا تذکرہ کیا بالخصوص کلنٹن کے دورۂ پاکستان کے دوران ان کے دس نکاتی پروگرام پر سوریا پالا کے تقریباً ۱۸۰ افراد کو خطاب کیا۔ دوسری نشست نماز مغرب کے بعد شروع ہوئی جس میں مولانا غلام اللہ خان صاحب تنظیم اسلامی کے طریقہ کار پر ۲۷ سامعین کو مخاطب ہوئے۔ پروگرام کی آخری نشست اگلے دن نماز فجر کے بعد سوریا پائیں کی جامع مسجد میں ہوئی جس میں مولانا صاحب نے فرائض دینی کے جامع تصور پر تقریر کی۔ اس نشست میں سامعین کی تعداد ۴۰ کے قریب تھی۔ اس کے ساتھ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ (رپورٹ: لائق سید)

اسرہ اورنگی ٹاؤن کا ہفت روزہ پروگرام

اسرہ اورنگی ٹاؤن تنظیم اسلامی کراچی غربی کا ہفت روزہ پروگرام بعد نماز مغرب نقیب اسرہ جناب ہمایوں اختر صاحب کی قیادت میں ہوا۔ پروگرام کا آغاز راقم نے سورہ ق کے پہلے رکوع کی تلاوت اور مختصر ترجمہ وتشریح سے کیا۔ اس کے بعد راقم نے پروگرام کے شرکاء کو لحن جلی کے حوالے سے کچھ اشارات دیئے۔ بعد ازاں شرکاء نے طے شدہ حفظ کا حصہ دہرایا۔ اس کے بعد نقیب اسرہ نے شرکاء کو مسنون دعاؤں کے حوالے سے صبح بیدار ہونے پر پڑھی جانے والی دعا یاد کرائی۔ علاوہ ازیں غلام نبی صاحب نے درس حدیث دیا۔ اس پروگرام میں چھ افراد نے شرکت کی جن میں امیر تنظیم اسلامی کراچی غربی جناب عابد جاوید صاحب بھی شامل تھے۔ پروگرام کے اختتام پر نقیب اسرہ نے آئندہ ہفتہ کے پروگرام کے بارے میں رفقاء کو یاددہانی کرائی۔ اس طرح یہ پروگرام بعد نماز عشاء اپنے اختتام کو پہنچا۔ (رپورٹ: محمد رضوان)

انتقال پرملال

رفیق تنظیم اسلامی کراچی ضلع شرقی نمبر۲ فخر رزاق صاحب کے والد اور رفیق محترم عبدالرزاق رانا صاحب کا گذشتہ ماہ انتقال ہوگیا۔ قارئین سے مرحوم کیلئے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

اسرہ تیمر گرہ کا ایک روزہ پروگرام

سدو نامی گاؤں کی مسجد میں ایک روزہ پروگرام منعقد کیا گیا۔ مولانا حقانی خصوصی طور پر مدعو کئے گئے تھے۔ محمد فہیم صاحب نے تعارفی بات اور مطالبات دین پر پون گھنٹہ بات کی۔ بعد از نماز مغرب مولانا حقانی اپنے عالمانہ اور فاضلانہ انداز میں معرکہ خیر وشر کے موضوع پر سامعین سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ اس وقت یہ معرکہ پورے عروج پر ہے۔ ایک طرف مغرب کا سیلاب سیکولرازم' ڈیموکریسی اور لبرل ازم کی شکل میں موجزن ہے جس کے لئے میڈیا پوری قوت کے ساتھ عمل پیرا ہے ہماری نوجوان نسل دین سے برگشتہ ہورہی ہے اور اسلامی اقدار سے کوسوں دور ہوتی جارہی ہے۔ گویا اس وقت ضرورت ایسی انقلابی جماعت کی ہے جو اس سیلاب کا رخ موڑ دے ورنہ شائد اللہ کے حضور صرف نمازیں پڑھ کر خلاصی ممکن نہ ہو۔ اگلے روز مولانا حقانی نے شرک کی اقسام اور ان سے اجتناب کے موضوع پر درس قرآن دیا۔ ناشتہ کے بعد سامعین سے غیر رسمی نشست ہوئی جس میں مختلف موضوعات زیر بحث رہے۔ زندگی، جان اور روح میں فرق کو محمد فہیم صاحب نے Embryology کی روشنی میں خوب واضح کیا۔ خلافت ارضی اور قصہ آدم وشیطان کو مولانا حقانی نے اپنے ایک نئے انداز میں بیان کیا۔

۱۰ بجے ایک خصوصی نشست شروع ہوئی جس میں محمد فہیم صاحب نے نقشے کی مدد سے دین کے جامع تصور پر ایک گھنٹہ لیکچر دیا۔ ۱۵ سے ۲۰ تک اعلیٰ تعلیم یافتہ حضرات نے جم کر بات سنی۔

(رپورٹ: شاہد وارث)

اسرہ شاد باغ (خواتین) کی دعوتی سرگرمیاں

تنظیم اسلامی اسرہ شاد باغ ثمینہ طارق اور روبینہ عامر نے بڑی طویل تگ ودو کے بعد ہفتہ وار دروس کا آغاز کیا جس کا پروگرام پہلے درس قرآن' پھر درس حدیث اور آخر میں تجوید پر مبنی تھا۔ درس قرآن اور تجوید کی ذمہ داری ثمینہ طارق نے اٹھائی اور درس حدیث روبینہ عامر نے دینے کا اہتمام کیا۔ اس پروگرام کے مطابق تقریباً ۵ ماہ تک عمل درآمد ہوتا رہا۔ دروس قرآن منتخب نصاب پر ہوتے رہے اس دوران خواتین کی حاضری تقریباً ۲۵ سے ۵۰ تک رہی۔ سکول کی تمام ٹیچرز بڑے شوق سے تجوید کی کلاس لیتی ہیں اور بڑی باقاعدگی سے کلاس میں آتی ہیں۔ اس کے علاوہ بڑی کلاسز کی طالبات بھی تجوید کی کلاس میں آتی ہیں۔ اس طرح کل تعداد تقریباً ۵۰ ہے۔ (رپورٹ: ثمینہ طارق)

انجمن خدام القرآن ملتان کے زیر اہتمام عربی گرامر' ترجمہ و تفسیر کلاسز کا آغاز

محترم ڈاکٹر محمد طاہر صاحب اس سال جب دورۂ ترجمہ القرآن کی تکمیل کے بعد امریکہ سے واپس تشریف لائے تو انہوں نے روایتی طریق کار دعوت یعنی دروس قرآنی سے ہٹ کر ایک ایسے کورس کا آغاز کرنا چاہا جس میں لوگوں کو قرآن مجید لفظاً معناً ترجمہ کے ساتھ ساتھ تفسیر کے اسرار ورموز سمجھانے کی کوشش کی جائے۔ تشہیر کے سلسلہ میں تقریباً آٹھ ہزار ہینڈ بل شائع کروا کر مختلف مساجد میں تقسیم کئے گئے۔ اس کے علاوہ اخباری اشتہارات بھی شائع کروائے گئے۔

اس کورس کا آغاز مورخہ ۱۵ جنوری ۲۰۰۱ء بروز سوموار کو ہوا۔ کلاس کا دورانیہ مغرب تا عشاء (سوموار تا جمعرات) طے ہوا۔ پہلے ہی روز ۴۰ افراد تشریف لائے اور خلاف توقع ہر روز طلباء کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہا۔ ۳۰ جنوری تک طلباء کی تعداد ۷۰ کے قریب پہنچ چکی ہے اور تاحال اضافہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ خواتین بھی اس کلاس سے استفادہ کررہی ہیں اور ان کی تعداد بھی ۲۰ کے لگ بھگ ہے۔ ادارۂ ہذا میں خواتین کے لئے نہ صرف علیحدہ مکمل ہال کا انتظام موجود ہے بلکہ کلوز سرکٹ ٹی وی کا بھی بندوبست کیا گیا ہے۔ محترم ڈاکٹر صاحب کلاس کے آخری اوقات میں سوالات کے تسلی بخش جوابات بھی دیتے ہیں۔

اس کے علاوہ ادارۂ ہذا میں عربی گرامر کی دو کلاسیں بھی جاری رہیں جن میں معلم کی ذمہ داری پروفیسر (ر) جناب ریاض الرحمان صاحب ادا کررہے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ حلقہ خواتین کی کارکردگی بھی لائق تحسین ہے کہ انہوں نے مسلسل تیسری دفعہ عربی گرامر کے ساتھ ساتھ ترجمہ وتفسیر قرآن کلاس کا انعقاد کیا ہے' جس کی کامیابی پر یقیناً پروفیسر صغریٰ خاکوانی مبارکباد کی مستحق ہیں۔ موجودہ کلاس میں ان کا تیسرا پارہ چل رہا ہے اور اس کلاس میں باقاعدگی سے ۱۵ طالبات شرکت کررہی ہیں۔ یہ کلاس سہ پہر ۳ تا ۴ بجے ہوتی ہے۔

(مرتب: شہباز نور)

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

امریکہ کے راسخ العقیدہ عیسائیوں میں

یہودیت اور اسرائیل

سے پرجوش تعاون و تقویت کی ایک

نئی تحریک! (3)

بائبل چرچ

''دی ڈلاس تھیالوجیکل سیمنری'' ہے، جو اس تصور کو پروان چڑھانے کا مرکز ہے کہ اللہ اس کرہ ارضی کی بربادی کا کام ہم سے لینا چاہتا ہے، کئی مبلغین تیار ہو کر لگ بھگ ایک ہزار بائبل چرچوں میں آرمیگاڈان کے تصور کی تبلیغ کر رہے ہیں- حال ہی میں امریکہ بھر میں قائم کئے گئے غیر فرقہ وارانہ بائبل چرچ دوسرے گرجا گھروں سے جداگانہ تشخص کے حامل ہیں- تاہم بائیبل چرچ گرجا گھروں کی بین الاقوامی فیلوشپ سے منسلک ہیں-

ایک ویب سائیٹ سے پتہ چلتا ہے کہ مشی گن، نیوجرسی اور پنسلوانیا کی ریاستوں میں سب سے زیادہ تعداد میں نئے بائبل چرچ وجود میں آئے ہیں- ٹیری ایسٹ لینڈ Terry Eastland وال سٹریٹ جنرل (۱۲ فروری ۱۹۹۹ء) میں تحریر کرتا ہے کہ اکثر نئے بائیبل چرچز کے ڈلاس کی میانہ رو تھیالوجیکل سیمنری (الہیاتی مذہبی درسگاہ) کے ساتھ روحانی تعلقات ہیں جہاں سے بائبل چرچ کے مبلغین کی اکثریت تربیت حاصل کرتی ہے-

امریکہ میں بنیاد پرست لگ بھگ ۵۰ ملین کی تعداد میں ہیں جو لاتعداد مختلف عیسائی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں- آرمیگاڈان تصور کے پیروکار زیادہ تر ایونجلیکل اور کرشماتی تحریکوں کے ساتھ وابستہ ہیں- شمالی امریکہ کے عیسائیوں میں بنیاد پرستوں کے اس گروہ کو سب سے زیادہ فروغ حاصل ہو رہا ہے-

ان فروغ پذیر عیسائی گروہوں میں قابل احترام مذہبی راہنما، پادری اور درسگاہوں کے صدر اسی عقیدہ کی تبلیغ کرتے ہیں جس کی جم جونز Jim Jones جیسے گروہی راہنما کرتے ہیں جس نے اپنے ساتھیوں کی موت کی طرف راہنمائی کرتے ہوئے کہا: خاتمہ قریب آ رہا ہے ہمیں اس کا سامنا کرنے کے لئے سب سے آگے جانا ہے-

آرمیگاڈان کی یہ مقبولیت صرف ان لوگوں تک محدود نہیں جنہیں عرف عام میں سودائی کہا جاتا ہے، اس کا دائرہ حکومت کی ایوانوں تک پھیلا ہوا ہے- رابرٹ شیر Robert Scheer نے اپنی کتاب With Enough Shovels : Regan, Bush and Nuclear War میں لکھا ہے کہ سیکرٹری دفاع کاسپر وین برگر Caspar Wien Berger سے ۱۹۸۲ء میں آرمیگاڈان کے بارے دریافت کیا گیا تو اس کا جواب تھا میں نے الہامی کتاب کا مطالعہ کیا ہے اور میں مانتا ہوں کہ اللہ اس دنیا کو تباہ کرنے والا ہے- مجھے امید ہے تاہم میں ہر روز یہ خیال کرتا ہوں کہ وقت بڑی تیزی سے جا رہا ہے-

تاریخ کا محقق ڈیو میکفرسن Dave Macpherson کہتا ہے آرمیگاڈان کا خطرہ اس کے مہلک ہی نہیں وبائی ہونے کے سبب ہے- جس کی مثال اس طرح سے ہے جیسے ۱۹۶۰ء کی دہائی کے اواخر اور ۷۰ء کے ابتداء میں ہربرٹ ڈبلیو آرمسٹرانگ Herbet W.Armstrong اپنے ہزاروں پیروکاروں کو اپنا سب کچھ یہ کہہ کر ''ورلڈ وائیڈ چرچ آف گاڈ'' کے سپرد کرنے پر آمادہ کرنے میں کامیاب ہو گئے کہ اب دنیا کا خاتمہ ہونے والا ہے-

نیوز لیٹر ''ملینیم پرافسی رپورٹ'' کے ایڈیٹر فلاڈلفیا کے ٹوڈ ڈینلز Ted Daniels کہتا ہے دنیا کے جلد خاتمہ پر یقین رکھنے والے لوگ عجیب و غریب حرکتیں کرتے ہیں- ۱۹۹۹ء تک ڈینلیز کے پاس ۱۲۰۰ مذہبی گروہوں کے کوائف جمع ہو چکے تھے- امریکہ اور دیگر ممالک کے گروہوں میں یہ شامل ہیں:

کوریا کا Hyoo-go ایک الہامی گروہ، جسے ۱۹۹۲ء میں نیکوکاروں کے جنت داخلے اور باقی دنیا میں الہامی دور کے آغاز کا الہام ہوا تھا-

(جاری ہے)

ایونجلیکلی عیسائیت کا فروغ

ایونجلیکل عیسائیوں میں اضافہ کی رفتار دنیا بھر میں دیگر تمام مذاہب بشمول فنڈا مینٹلسٹ اسلام میں اضافہ کی رفتار سے کہیں زیادہ ہے۔ تاریخ کے حوالے سے دیکھا جائے تو نظر آتا ہے کہ دنیا میں عیسائیت کے پھیلنے کی رفتار سب سے زیادہ ہے ماضی کی مشنری تحریکوں کے مقابلہ میں کہیں زیادہ۔

Damian Thompson, The End of time Faith and Fear in the Shadow of the Millennium.

کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ

بل برائیٹ کا کیمپس کروسیڈ فار کرائسٹ یعنی عیسیٰ علیہ السلام کے لئے صلیبی جنگ کا کیمپس' جسے نیلسن بنکر ہنٹ Nelson Bunker Hunt اور ٹی کلن ڈیوس T. Cullen Davis جیسے بھاری بھرکم اشخاص کی جانب سے فنڈ مہیا ہوتے ہیں 'کرہ ارضی پر بسنے والے ہر شخص تک انجیل پہنچانے کے لئے بہت کم وقت میں ایک بلین ڈالر جمع کر چکا ہے۔ سولہ ہزار عیسائی درس گاہیں جن میں ہر روز ایک کا اضافہ ہو رہا ہے' سالانہ دو بلین ڈالر کی پرائیویٹ تعلیمی صنعت کے مالک' ٹی وی پر بنیادی اوقات (Prime Time) میں تبلیغ کرنے والے' یہ سب مل کر کم از کم بیس ملین افراد تک رسائی اور نصف بلین ڈالر سے زائد عطیات حاصل کرتے ہیں۔ (گرانٹ ویکر Grant Wacker دی ایونجلیکل ٹریڈیشن ان امریکہ)

دعائے مغفرت

اسرہ ہیڈ کرباٹھ کے رفیق آس محمد کے والد صاحب انتقال فرما گئے ہیں۔ رفقاء و احباب سے دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔ اللھم اغفرله وارحمه وادخله فی رحمتک وحاسبه حسابا یسیرا

Regd. CPL No.127 No.8
Vol : 10
WEEKLY NIDA-I-KHILAFAT LAHORE

سہ روزہ فکری و نظری ورکشاپ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

”اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام“

از قلم : ڈاکٹر اسرار احمد' امیر تنظیم اسلامی

راقم الحروف نے مندرجہ بالا موضوع پر جو مقالہ مئی 1967ء میں تحریر کیا تھا' جو اولاً میثاق بابت جون 1967ء میں شائع ہوا اور بعد میں پمفلٹ کی صورت میں اردو اور انگریزی دونوں زبانوں میں کثیر تعداد میں شائع ہوا ـــــ اس میں جس ”اسلامی انقلابی علمی تحریک“ کا نقشہ پیش کیا گیا تھا' بوجوہ اس کے ضمن میں پاکستان میں تو کوئی نمایاں پیش رفت نہیں ہو سکی' لیکن الفاظ قرآنی : ”ان یکفر بھا ھولاء فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکفرین“۔ ”اگر یہ لوگ اس کی ناقدری کر رہے ہیں' تو ہم نے یہ کام ایک اور قوم کے حوالے کر دیا ہے جو اس کی ناقدری نہیں کریں گے!“ (الانعام : 89) کے مصداق بحمد اللہ اس کا بیج امریکہ میں پھوٹا ـــــ جواب بفضلہٖ تعالیٰ ”اخرج شطاہ“ کے بعد ”فازرو استغلظ“ کے مرحلے سے گزر رہا ہے اور ان شاء اللہ جلد ہی ”فاستوی علی سوقہ“ کی صورت اختیار کر لے گا۔ (بحوالہ سورۂ فتح' آخری آیت) ـــــ!!

پاکستان میں انجمن خدام القرآن اور تنظیم اسلامی کے حلقوں میں اس کام کے از سر نو تعارف اور یہاں بھی موزوں افراد کو تلاش کر کے اس کام میں لگانے کیلئے 11 تا 24/ مارچ 2001ء تنظیم اسلامی شمالی امریکہ کا ایک وفد پاکستان کا دورہ کرے گا جو برادران باسط بلال' ڈاکٹر احمد افضال اور ماہان مرزا پر مشتمل ہو گا۔ اس کے دو پروگرام لاہور اور کراچی میں تو بالکل IDENTICAL ہوں گے ـــــ یعنی 11 تا 14/ مارچ لاہور میں (سابقہ اعلان 10 تا 12 میں ترمیم ہو گئی ہے) اور 16 تا 18/ مارچ کراچی میں ـــــ ان پروگراموں کے دوران برادرم باسط بلال کے تین تین لیکچر تو شام کے اوقات میں ہوں گے جن کی بڑے پیمانے پر تشہیر کی جائے گی (ان کے مجموعی موضوع اور جداگانہ عنوانات کو ایک انگریزی اشتہار کی صورت میں اسی اشاعت میں شائع کیا جا رہا ہے) ـــــ اور صبح روزانہ چار گھنٹے INTELLECTUAL WORKSHOP کا پروگرام ہو گا جس میں برادرم باسط بلال اور ڈاکٹر احمد افضال حسب ذیل موضوع پر لیکچر دیں گے اور حاضرین کے ساتھ سوال جواب کی صورت میں INTERACTION کا اہتمام کیا جائے گا :

1- *"Islam and the Problem of Modernisation"*
2- *"An Intellectual Journey: From Passive Reading to Active Engagement."*
3- *"How to read a Text; Some Practical Steps for Reading and Understanding Articles and Books"*
4- *Darse Quran: Sura Al-BAqarah Ayat 1-7*

اس مراسلے کا مقصد یہ ہے کہ تنظیم اسلامی کے ذمہ دار اور پالیسی ساز حلقے کے زیادہ سے زیادہ رفقاء' اور وہ حضرات جو منظم جدوجہد کا حصہ بن چکے ہیں' یعنی تنظیم اسلامی کے ملتزم رفیق ہوں اور علمی و تحقیقی کام کی اہمیت سے بھی واقف ہوں اور اس کے لئے اپنے آپ کو وقف کرنے کے لئے آمادہ ہوں ـــــ اور اس کے ضمن میں انجمن خدام القرآن کے ایک سالہ رجوع الی القرآن کورس کو پاس کر چکے ہوں' زیادہ سے زیادہ تعداد میں حسب سہولت لاہور یا کراچی میں ضرور شریک ہوں۔ انہیں اپنے اخراجات سفر تو خود برداشت کرنے ہوں گے لیکن ان کے قیام و طعام کی ذمہ داری مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ـــــ اور انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی پر ہو گی ـــــ! البتہ ایسے حضرات زیادہ سے زیادہ 8/ مارچ تک اپنے ارادے سے متعلقہ انجمن کو ضرور مطلع فرما دیں!

لاہور میں ان شاء اللہ 12/ مارچ کو عصر اور مغرب کے مابین راقم الحروف بھی اسی موضوع پر خطاب کرے گا ـــــ اور کراچی میں یا اس کا ویڈیو دکھا دیا جائے گا یا ممکن ہے کہ میں جمعہ 16/ مارچ کا خطبہ جامع القرآن کراچی میں اسی موضوع پر دوں! ـــــ 19 تا 23/ مارچ ان شاء اللہ یہ مہمان مقررین راولپنڈی میں ہوں گے ـــــ اور وہاں کوشش ہو گی کہ مقامی یونیورسٹیوں میں لیکچرز کے علاوہ ایک ہوٹل میں بھی راولپنڈی' اسلام آباد کے معروف معنی میں ELITE حضرات کو دعوت دے کر اس کام سے متعارف کرایا جائے۔

فقط۔ خاکسار اسرار احمد عفی عنہ